جماعتِ احمدیہ کی زندگی کا مقصد

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

جماعتِ احمدیہ کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت زمین میں بھی قائم ہو

(تقریر فرمودہ ۲۶ ؍دسمبر ۱۹۳۸ء برموقع افتتاح جلسہ سالانہ)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

پہلے تو میں سب آنے والے دوستوں کو کہ ان میں سے بہت کو ابھی تک مجھ سے ملنے کا موقع نہیں مل سکا۔اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کہتا ہوں ۔ پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے اس سال پھر ہمیں اس امر کا موقع دیا کہ ہم اس کے نام کو بلند کرنے کیلئے اور اس کے دین کی شوکت کے اظہار کرنے کیلئے اس قصبہ میں جمع ہوئے ہیں جس کو اس نے اس وقت دنیا میں اشاعتِ اسلام کا مرکز بنایا ہے اور میں اسی سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارا یہ اجتماع ہر قسم کی ریاء سے اور ہر قسم کی نمائش سے اور ہر قسم کی منافقت سے اور ہر قسم کی بُزدلی سے اور ہر قسم کی کمزوری سے اور ہر قسم کی خود پسندی سے اور ہر قسم کے کبر کے جذبات سے خالی ہو۔ ہمارے دلوں میں اور ہمارے ذہنوں میں وہی خیالات اور وہی ارادے اور وہی سکیمیں اور وہی پروگرام آئیں جو ہمارے رب کی مرضی کے مطابق ہوں اور جو ہمارے لئے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائیں۔

اس سال جلسہ گاہ گزشتہ سال کی نسبت ۴۰ فٹ بڑھائی گئی ہے۔اس حساب سے کئی ہزار فٹ جگہ گزشتہ سال سے زیادہ ہے مگر باوجود اس کے پہلے وقت میں جس قدر حاضری ہوتی ہے اس کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ جلسہ گاہ میں زیادتی کوئی زیادہ زیادتی ثابت نہ ہوگی بلکہ عین ضرورت کے مطابق ہی ہوگی۔ دنیا اپنی مخالفت میں طرح طرح سے جماعت کو تباہ کرنے کی

کوششیں کر رہی ہے، قسم قسم کے حیلوں اور تدبیروں سے ہمیں کمزور اور بے کس بنا دینے میں مصروف ہے مگر ہمارا خدا قادر و توانا خدا روز بروز بڑھاتا اور ترقی دیتا جا رہا ہے اور دشمن کے منصوبے بد گوئیاں اور اعتراضات هَبَآءً مَّنْثُوْرًا[1] ہو کر رہ جاتے ہیں۔ پھر اگر دشمن گالیاں دیں، بدزبانیاں کریں، ناپاک الزام لگائیں، تو سمجھنا چاہئے کہ ناکام و نامراد دشمن گالیاں ہی دیا کرتا ہے مگر فتح مند فوج مسکراتی ہوئی گزر جاتی ہے۔

پس ہماری جماعت کو ان امور کی پروا نہیں کرنی چاہئے بلکہ صبر و استقلال سے کام کرتے جانا چاہئے۔ ہمارے سامنے بہت بڑا کام ہے۔ اتنا بڑا کام کہ جو ہمیں اور ہماری حالت کو دیکھتے ہوئے بالکل ناممکن نظر آتا ہے۔

ہم نے دنیا کی موجودہ سلطنتوں کو، دنیا کے موجودہ مذاہب اور دنیا کے موجودہ تمدن کو، دنیا کی اقتصادی انجمنوں کے نظام کو اور ان سب کو بدل کر رسول کریم ﷺ کے لائے ہوئے نظام کو قائم کرنا ہے۔ ایسی حالت میں دنیا کی حکومتیں اور مذاہب کے ادارے ہماری مخالفت کریں تو طبعی تقاضا کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ حق بجانب ہیں کیونکہ انہیں نظر آ رہا ہے کہ ان کے لئے خدا کی طرف سے موت کا فیصلہ ہو چکا ہے اور وہ پروانہ ہمارے ہاتھ میں دیا گیا ہے اور اسے ہم لائے ہیں جن کو دنیا میں حقیر اور ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ اگر مخالفین ہمیں گالیاں دیں، ہماری باتوں سے چڑیں اور ہمیں دُکھ اور تکلیف پہنچانے میں لگ جائیں تو کوئی بعید بات نہیں مگر ہمارے سامنے ایک ہی بات ہونی چاہئے اور وہ یہ کہ ہم اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کریں جو خدا تعالیٰ نے ہم پر رکھی ہے اور ہم اپنی زندگی کے ہر لحہ کو، اپنی طاقتوں اور سامانوں کو کُلّی طور پر اس لئے صرف کریں کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت جس طرح آسمان پر ہے زمین پر بھی قائم ہو۔ پہلے مسیح نے بھی یہ کہا تھا مگر افسوس کہ اس کی امت نے خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم کرنے کی بجائے اپنی ہوا و ہوس کی بادشاہت قائم کر لی۔ اب ہمارا کام ہے کہ وہ بات جو پھر اس زمانہ میں دُہرائی گئی ہے اس کے متعلق ثابت کر دیں کہ ہم نے اسے پہلے مسیح کے پیروؤں کی نسبت زیادہ دیانتداری کے ساتھ پورا کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر کہہ سکیں کہ اے خدا! ہمارے کمزور اور ناتواں کندھوں پر تو نے جو بوجھ رکھا، اسے ہم نے تیرے ہی فضل سے اُٹھا کر منزلِ مقصود تک پہنچا دیا۔ دنیا نے ہماری مخالفتیں کیں، ہمیں انتہائی تکلیفیں دیں مگر ہم نے ان کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے کام کو پورا کیا۔ ہمارے دل زخمی ہیں اور ہم اس لئے تیرے پاس آئے ہیں کہ تو ان پر اپنی محبت کی مرہم لگا

اور ہمیں اپنے وصل کا جام پلا۔ اگر ہم اس بات میں پورے اُتریں تو تمام مخالفتیں حقیر ہو جائیں گی، تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی اور جب ہم خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ مسکراتا ہؤا آگے بڑھے گا اور کہے گا آؤ میرے بندو آؤ۔ دنیا نے تمہیں حقیر و ذلیل سمجھا، تمہیں دُکھ دیئے، تمہارا نام ونشان مٹا دینا چاہا، اب تم آؤ اور میرے پاس بیٹھو اور وہ جنہوں نے تمہیں دکھ دیئے اور تمہیں حقیر سمجھا، وہ میرے دربار سے نکال دیئے جائیں گے اور انہیں ذلیل وحقیر قرار دیا جائے گا۔

پس تم گھبراؤ نہیں، بددل نہ ہو بلکہ پورے جوش سے خدا کے کام میں لگے رہو۔ آؤ ہم مل کر دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمارے ارادوں اور کوششوں میں برکت دے، اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ پھر ان لوگوں کو جن کے دل میں نیکی ہے مگر ابھی تک انہیں احمدیت قبول کرنے کا موقع نہیں ملا ان کے عقدوں کو کھول دے، پھر دور دراز کے ملکوں میں جو روحیں حق کی پیاسی ہیں اور ابھی تک خدا تعالیٰ کا بھیجا ہؤا پانی ان تک نہیں پہنچا خدا تعالیٰ ان تک پہنچانے کی توفیق بخشے تاکہ وہ بھی اپنی روحانی پیاس بجھا سکیں۔ پھر خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ دنیا کے کناروں تک اسلام لے جائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائی ہوئی تعلیم پھیلا دیں اور اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت قائم کر دیں۔ اے خدا! ایسا ہی کر۔ اے خدا! ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کر کے ہماری نیتوں اور ارادوں کو دیکھ اور ہمیں برکت دے۔

اس کے بعد ایک مختصر سی بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ظہر وعصر کی نماز مسجد نور میں جمع کر کے پڑھانے کے بعد میں دو نکاحوں کا اعلان کرنے والا ہوں۔ میں نے اعلان کیا ہؤا ہے کہ جلسہ کے موقع پر نکاحوں کا اعلان نہیں کیا کروں گا مگر قرآن کریم سے ایک استثناء معلوم ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کے اموال کے متعلق آتا ہے کہ امراء کیلئے ان کا استعمال جائز نہیں البتہ ان کیلئے جائز ہے جو اس کام پر لگے ہوئے ہوں چونکہ ہمارا سارے کا سارا خاندان جلسہ کے کاموں میں لگا ہؤا ہے اس لئے عَامِلِيْنَ عَلَيْهَا[۲] کے ماتحت تھوڑا سا وقت لے لینا جائز سمجھتا ہوں اور اس میں دو نکاحوں کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ ایک نکاح میرے لڑکے مبارک احمد کا میری ہمشیرہ اور نواب عبداللہ خان صاحب کی لڑکی سے قرار پایا ہے۔ دوسرا نکاح میری لڑکی امۃ القیوم کا جو امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کی لڑکی ہیں مرزا مظفر احمد سے جو میاں بشیر احمد صاحب کے لڑکے ہیں ہوگا۔ یہ نکاح مَیں ظہر کے بعد

مختصر طور پر پڑھا دوں گا۔

اس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ دوست دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس جلسہ کی ہر قسم کی برکات سے متمتع کرے۔ جو لوگ جلسہ میں شریک ہوئے ہیں انہیں خیریت سے رکھے۔ جلسہ میں شامل ہونے والوں اور انتظامات جلسہ میں کام کرنے والوں کو خیریت سے رکھے۔ جو دوست یہاں آئے ہیں ان کے گھروں میں خیریت رکھے اور ہم یہاں سے ایسا ذخیرہ لے کر اٹھیں کہ جو عاقبت کیلئے زادِراہ ہو اور دنیا میں کامیابی کا ذریعہ۔

(الفضل ۲۸ ؍دسمبر ۱۹۳۸ء)

---

[۱] الفرقان: ۲۴ [۲] التوبة: ٦٠